السنۃ والحدیث

بھلے کام کرنے کو کہو اور بُرے کاموں سے روکو

ورنہ ہمہ گیر عذاب کے لیے تیار رہو

عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ (رواہ الترمذی)

"حضورؐ نے فرمایا مجھے اپنے مالک کی قسم ہے: تم بھلے کام کرنے کو کہوگے اور بُرے کاموں سے (لوگوں کو) روکوگے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب مسلط کرے گا، پھر تم اسے پکارو گے مگر وہ تمہاری ایک نہیں سنے گا۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ جاری رہے تو نیکی کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ اس لیے خدا کی طرف سے برکتوں کا نزول رہتا ہے، اگر اس فریضہ سے غفلت برتی جائے تو پھر بدی چھا جاتی ہے اور ملک میں بدوں کا غلبہ ہو جاتا ہے اس لیے اندیشہ ہوتا ہے کہ اب رحمتوں کے بجائے عذاب الٰہی کا ہنٹر حرکت میں آجائے اور پھر اس کے سامنے کسی کی فریاد سے بھی کام نہ چلے۔

دراصل عذاب دیکھنے کے بعد عموماً توبہ اور ایمان کا اظہار بے اثر اور بے معنی ہو جاتا ہے۔ الا یہ کہ وہ عذاب محض جھنجھوڑنے کو آیا ہو، ان کا استیصال خدا کو ابھی منظور نہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْہُ یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللہُ بِعِقَابٍ بِہٖ (رواہ ابن ماجۃ والترمذی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: اے مسلمانو! تم اپنی خبر رکھو، جب تم راہ راست پر ہو تو

کوئی بھی گمراہ ہوا کرے، تمہیں (کچھ بھی) نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(یقین کیجیے) میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ: جب لوگ خلافِ شرع ایک کام دیکھ کر اس کو نہیں بدلیں گے (تو) قریب ہے کہ ان کو اللہ کا عذاب آگھیرے۔ مقصد یہ ہے کہ: ع تجھے پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو ــــ کا محاورہ غلط ہے۔ ایک اندھے شخص کو کنوئیں کی طرف بڑھتے دیکھتے رہنا اور اسے تھامنے کی کوشش نہ کرنا عقل کی بات نہیں ہے۔ بہرحال کوئی شخص خود خواہ کتنا ہی متقی ہو، اگر وہ خلاف شرع کام پر چپ رہے تو عذاب دنیا سے وہ بھی بچ نہیں سکے گا۔

آیت کا مفہوم تو صرف اتنا ہے کہ: کسی کے گناہ کی بازپرس آپ سے نہیں ہوگی۔ جو کرے گا بھریگا۔ گو متقی گناہ سے پرہیز کرتا ہے تاہم اسے برداشت تو کرتا ہی ہے۔ غور فرمائیں کیا یہ کچھ کم گناہ ہے؟

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ (مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان بیہقی)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ فلاں فلاں شہر کو شہر والوں پر الٹ دے تو عرض کی (حضور) ان میں آپ کا فلاں نیک بندہ ہے جس نے کسی لحظہ بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی، حکم ہوا، بایں ہمہ ان سب پر شہر کو الٹ دو۔ کیونکہ میری خاطر ان کا چہرہ (ان کے کرتوتوں پر) کبھی بھی متغیر نہیں ہوا۔"

غرض تنہا تقویٰ و طہارت کافی نہیں ہے اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ممکن حد تک نیکی کا پرچار اور بدی کی روک تھام بھی کی جائے۔ ورنہ وہی حشر ہوگا جو کبھی کسی صالح بندے کا ہوا کہ ہزار پرہیزگاری کے باوجود، خدا کی نافرمانیاں دیکھ کر اس نے کبھی اپنی ناراضگی کا اظہار نہ کیا اور نہ کبھی کسی کو گناہ سے روکا۔ اور بالآخر تباہ ہونے والوں کے ساتھ تباہ ہوا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ

فِی مَجَالِسِهِمْ وَاَكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑ گئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا، مگر وہ باز نہ آئے (انھوں نے ان سے پرہیز نہ کیا بلکہ) اب ان کی مجلسوں میں شریک ہو گئے۔ اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے اور پیتے رہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی اور یہ بسبب ان کے گناہ کرنے اور حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ہوا۔"

دورِ حاضر کی یہ وہ سب سے بڑی بیماری ہے جس میں ہمارے عہد کے ریفارمر، مصلحین مبلغین اور علمائے کرام عموماً مبتلا ہیں، جلسوں، تقریروں اور تحریروں کے ذریعے سیاہ کاروں پر شدید برستے اور ان کو کوستے ہیں، لیکن جب موقع ملتا ہے تو ان کے ہمراہ بھی دیکھے جاتے ہیں۔ ان کی دعوتیں قبول کرتے ہیں، ان سے میل جول رکھتے اور اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جرائم پیشہ اور خدا کے نافرمانوں کو کچھ زیادہ فکر نہیں رہتی، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم شاید کچھ زیادہ راندۂ درگاہ نہیں ہیں یا یہ کہ، یہ واعظ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ پند و موعظت، ان کا پیشہ ہے کاروبار ہے۔ الا اللہ خیر سلا۔ جو علماء اور ناصح قوم کے نا ہنجاروں سے ربط و ضبط بھی حسب معمول رکھتے ہیں، وہ دراصل بنی اسرائیل کے بد پیشہ علماء کا نمونہ ہیں اور اسی سزا کے مستحق اور سزاوار ہیں جس کے وہ تھے۔ جب تک یہ ناصح ان سے پرہیز نہیں کریں گے اور اپنی دینی غیرت کا ثبوت نہیں دیں گے ان کی تبلیغ بے اثر رہے گی۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ تُصِیْبُ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شَدَائِدُ لَا یَنْجُوْ مِنْهُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰهِ فَجَاهَدَ عَلَیْهِ بِلِسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَقَلْبِهٖ فَذٰلِكَ الَّذِیْ سَبَقَتْ لَهُ السَّوَابِقُ (مشکوٰۃ)

"فرمایا: آخر زمانہ میں میری امت کو اپنے بادشاہوں سے سختیوں کا سامنا ہوگا، صرف وہی شخص بچے گا جس نے دین کا عرفان حاصل کیا، پھر اس کے لیے جہاد کیا۔ اپنی زبان سے، اپنے ہاتھ سے اور اپنے دل سے، بس وہ شخص بازی لے گیا۔"

ہر دور میں حکمرانوں نے دین حق کے علمبرداروں پر ظلم ڈھائے اور سخت اذیتیں دیں۔* مگر علمائے حق نے ہمیشہ ان دکھوں سے بے نیاز ہو کر حق کا بول بالا کیا — خدا کے ہاں ایسے حکمران بہت بڑے غدار اور عہد شکن ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَلَا غَدْرَ أَكْبَرُ مِنْ غَدْرِ أَمِيْرِ الْعَامَّةِ يُغْرَزُ لِوَاءُهُ عِنْدَ اسْتِهٖ (مشکوٰۃ عن حدیث طویل)

کہا: اور حضور نے ذکر فرمایا کہ: کسی نے دنیا میں جتنا غدر کیا ہو گا اتنا اس کے غدر کا جھنڈا (کھڑا) ہو گا، دنیا میں سربراہ کے غدر سے بڑھ کر اور کوئی غدر نہیں ہے۔ اس کی مقعد کے نزدیک اس کا جھنڈا گاڑا جائے گا۔

غدر، عہد شکنی کی ایک قبیح صورت ہے، جو لوگ ملک اور قوم کے غدار ہوتے ہیں۔ ان کو اس لیے غدار کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کا جو عہد کیا تھا اس نے وہ توڑ دیا ہے۔ جو سربراہ مملکت، قوم اس کے اونچے اخلاق اور اس کے دین کے سلسلے کی ذمہ داریوں کو دیانتداری سے پورا نہیں کرتا، وہ اصل میں اس "حلف وفاداری" کے عہد کی عہد شکنی کرتا ہے جو پہلے دن اس نے اٹھایا ہوتا ہے اس لیے وہ سب سے بڑا غدار ٹھہرتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمیں واقعتہً ایسے ہی حکمرانوں سے سابقہ پڑا ہے۔ مگر افسوس! اس کو سمجھنے کی کم کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے کی جو ذمہ داریاں ہم پر یعنی عوام پر عاید ہوتی ہیں ان میں ہم ناکام رہے ہیں۔ خاص طور پر ہم نے ایسے غداروں کو سب سے زیادہ جو کمک پہنچائی ہے اس سے ہماری آخرت بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ دنیا ان زنگیلوں کی بنتی ہے، اپنی آخرت اور ایمان ہمارے عوام بیچتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر عوام کا خسارہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی۔

خواص، یعنی ملکی اور قومی رہنماؤں اور سربراہوں کی بداعمالی اور سیاہ کاریوں کے وبال سے عوام اس وقت بچ سکتے ہیں، جب حسب مقدور غلط کاریوں کو ٹوکنے میں وہ اپنا فریضہ ادا کرتے رہتے ہوں، اگر اس کے بجائے وہ خاموش رہیں، تماشا دیکھا کریں یا ان سیاہ کاریوں کے باوجود ان سے تعاون جاری رکھیں تو پھر جو عذاب ان خواص پر نازل ہو گا، وہ ان تماشائی یا معاون عوام پر بھی نازل ہو کر رہے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّۃَ بِعَمَلِ الْخَاصَّۃِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْکَرَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْہِمْ وَھُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْکِرُوْہُ فَلَا یُنْکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَذَّبَ اللّٰہُ الْعَامَّۃَ وَالْخَاصَّۃَ (مشکوٰۃ)

"یقین کیجیے! اللہ تعالیٰ ساری قوم کو بعض لوگوں (خواص) کے عمل کی وجہ سے عذاب نہیں کرتا۔ الا یہ کہ وہ اپنے سامنے خلاف شرع کام ہوتا دیکھیں اور وہ اس کو بدلنے اور روکنے پر قادر (بھی) ہوں مگر وہ اسے روکیں نہیں۔ تو اب جب ایسے کام ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ عام اور خاص جمہور اور خواص سب کو دھر لے گا۔"

ہمارے نزدیک اس فتنے میں ہمارے ووٹر خاص مبتلا ہیں اور جو عذاب ان خواص پر نازل ہونا تھا اس کی لپیٹ میں یہ سب عوام بھی آ رہے ہیں۔ خواص کی نا کردنیوں میں عوام کا خاصا حصہ ہے، بلکہ ان کے تعاون اور ووٹوں کی مدد سے ہی وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی خدائی کے لیے خدا کی خدائی سے اعراض کریں۔ اس لیے ان ووٹروں کو سوچ لینا چاہیے کہ جب ان کے نمائندے غلط کام کریں گے تو اس گناہ میں سے ان کو بھی حصہ ملے گا تو اس وقت کیا کریں گے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَنْ رَّاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (رواہ مسلم)

فرمایا: جو شخص خلاف شرع کوئی بات دیکھے تو اسے اپنی طاقت سے مٹا دینا چاہیے اگر یہ اس کے لیے ممکن نہ ہو تو زبان کے ذریعے اس کو روکنے کی کوشش کرنا چاہیے، اگر یہ بھی اس کے لیے ممکن نہ ہو تو دل سے ہی (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔

پہلا فریضہ حکمران، ادارہ کے انچارج، والدین اور بااثر لوگوں کا ہے، کیونکہ وہ ایسا کر سکتے ہیں، اگر وہ نہیں کرتے تو اس کے دور میں، اس کے زیر سایہ جتنی سیاہ کاریاں ہوں گی، ان میں گناہ کا حصہ ان کو بھی ملے گا۔ ان کے سامنے جو جو قباحتیں آئیں اور جتنے مجرم ان کی نگاہ میں آ نکلیں۔ ان حالات میں یہ ان کے لیے قطعاً جائز نہیں ہوگا کہ وہ آنے والے نمائندوں کے لیے ان کو اٹھا رکھیں، کیونکہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کل کیا ہو؟ اس لیے وہ ان کی بیخ کنی جتنی اور جیسی کچھ خود کر سکتے ہیں، کر ڈالیں۔ ورنہ خدا کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی۔

دوسرا فریضہ عموماً مصلحین، علماء، مشائخ اور بزرگوں کا ہے کہ وہ مقدور بھر حکمت عملی

کے ساتھ لوگوں کو فہمائش کریں اور سمجھائیں اور زبان کے ذریعے ان کو ٹوکیں ۔ ورنہ یہ بھی گنہ گار ہوں گے ۔

تیسرا فریضہ ان کمزوروں کا ہے جو زبان تک سے بھی کسی سے بات نہیں کر سکتے، ان کو نقصان اور اذیت کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ تو ان کو یہ کمزوری اس وقت ہضم ہو سکے گی جب وہ کم از کم دل سے اس برائی سے نفرت کریں اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں سے بیزار رہیں۔

اسلام نے یہ تین درجے مقرر کر کے دراصل ہر بہانے باز کا راستہ بند کر دیا ہے ۔ کیونکہ دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں ہے جو تیسرے فریضہ کی بھی ہمت نہ رکھتا ہو اگر مسلم ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو یقین کیجیے! برائی کو سر چھپانے کے لیے جگہ نہ ملے اور جو برائی باز ہیں وہ سر اونچا کر کے نہ چل سکیں۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی ۔

عبدالرحمن عاجز مالیر کوٹلوی

فُغاں مظلوم کی ظالم کے حق میں تیر ہوتی ہے

برے انسان کی ہر ایک جا تحقیر ہوتی ہے
تو نیکی کر کہ نیکو کار کی توقیر ہوتی ہے

یقیں تقدیر پہ رکھتا ہوں اور تدبیر کرتا ہوں
مری تدبیر بھی تو تابعِ تقدیر ہوتی ہے

زباں پر بات لانے سے یہ پہلے سوچ لیں دل میں
نکلتی ہے زباں سے بات جو تحریر ہوتی ہے

مخالف جس قدر گفتار کے کردار ہوتا ہے
اسی مقدار سے گفتار بے تاثیر ہوتی ہے

ترے در پر پہنچ کر بھی زباں کھلتی نہیں میری
تجھے معلوم ہے کیوں شرم دامنگیر ہوتی ہے

کسی پر ظلم کرنا، اپنے اوپر ظلم کرنا ہے
فُغاں مظلوم کی ظالم کے حق میں تیر ہوتی ہے

جسے سُن کر ہر اک سامع کی کل دنیا بدل جائے
اُسے تقریر کہتے ہیں وہی تقریر ہوتی ہے

تقاضا ہے یہی حق کا وہاں حق بات کہہ ڈالو
جہاں حق بات کہہ دینا بڑی تقصیر ہوتی ہے

جو اہلِ عقل ہوتے ہیں، خطا کرتے نہیں قصداً
خطا قصداً کوئی ہو قابلِ تعزیر ہوتی ہے

خلاف اسلام کے اُس کے قدم اٹھتے نہیں عاجزؔ
کہ جس کے پاؤں میں اسلام کی زنجیر ہوتی ہے